

آزاد کشمیر کا لسانی جائزہ

علم الانسان کا علم اللسان کے ساتھ ہمیشہ سے گھبرا تعلق رہا ہے۔ اس لیے اگر کسی قوم کے جذبات و افکار اور احساسات و نفسیات کا سمجھنا مقصود ہو تو اس قوم کی زبان اور ادب کا مطالعہ ناگزیر ہے۔ بنابریں جموں و کشمیر کے باشندوں کی زندگی سے آشنا ہونے کے لیے ضروری ہے کہ ہم اس ریاست میں بولی جانے والی زبانوں کا عمیق مطالعہ کریں۔

میں بطور تمہید یہ بتا دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ سر زمین کشمیر پر پہلی اسلامی حکومت ۱۳۲۰ء میں قائم ہوئی اور ۱۸۱۹ء تک قائم رہی۔ ۱۸۱۹ء میں اس ریاست پر سکھوں نے قبضہ کر لیا۔ پھر ۱۸۴۶ء میں یعنی امریسر کے ذریعے یہ خطہ ڈوگروں کے ہاتھ فروخت کر دیا گیا جو ۱۹۷۱ء تک حکومت کرتے رہے۔ جب ۱۹۷۱ء میں پاکستان کا قیام عمل میں آیا تو ریاست جموں و کشمیر کا ایک حصہ آزاد کرا لیا گیا جو اب آزاد کشمیر کہلاتا ہے۔

ریاست جموں و کشمیر میں پہاڑی، گوجری، کشمیری، ڈوگری، لداخی، شینا، پنجابی اور اردو زبانیں بولی جاتی ہیں۔ عربی، فارسی اور انگریزی بھی تعلیمی اداروں میں پڑھائی جاتی ہیں۔

چونکہ اس وقت ساری ریاست جموں و کشمیر کی زبانوں اور بولیوں کا جائزہ پیش کرنا ممکن نہیں۔ لہذا ہم اس مضمون میں آزاد کشمیر کا مختصر سا لسانی جائزہ پیش کرتے ہیں۔

آزاد کشمیر کا علاقہ چار اضلاع پر مشتمل ہے۔ اس کا رقبہ ۲۲۹۳ مربع میل اور کل آبادی ۱۵۵۸۹۹۵ ہے۔

پہاڑ اور قوس قزح لازم و ملزم ہیں۔ اس علاقے کی سات زبانیں — پہاڑی، گوجری، کشمیری، پنجابی، اردو، عربی اور فارسی اس دھنک کے

سات رنگ پیں۔ ان سات رنگوں میں ہماری مٹی کی خوشبو رچی بسی ہے اور ہمارے کسانوں کے پسینے کی مہک بھی۔

یہ ریاست مسلم عہد میں اسلامی علوم و فنون اور تہذیب و تمدن کا اہم مرکز رہی ہے۔ اس عہد میں عربی یہاں کی دینی و علمی اور فارسی ادبی و سرکاری زبان تھی۔ ریاست میں سینکڑوں دینی مدارس موجود تھے جن میں ذریعہ تدریس فارسی و عربی زبانی تھیں۔ ایسی دینی درسگاہیں اور کتاب خانے آس علاقے میں بھی موجود تھے جو آج آزاد کشمیر کھلاتا ہے۔ آزاد کشمیر کے قیام کے بعد تعلیم عام ہونے کے نتیجے میں یہاں کے تعلیمی اداروں اور کتاب خانوں میں اضافہ ہوا۔ یہاں عربی اور فارسی اختیاراتی مضمون کے طور پر چھٹی جماعت سے لئے کریں۔ اے تک پڑھائی جاتی ہے۔ چند کالجوں اور ہائی سکولوں میں مصر کے اساتذہ عربی سکھاتے ہیں۔ اسی طرح فارسی کے ایم۔ اے اساتذہ کی بھی کوئی کمی نہیں۔ نیز راقم نے طهران یونیورسٹی سے فارسی زبان و ادبیات میں پی۔ ایچ۔ ڈی کی ڈگری ۱۹۷۲ء میں حاصل کی۔ گزشتہ پانچ برسوں کے دوران راقم کی تصحیح کی ہوئی تاریخ کشمیر۔ «راج ترنگنی» کا فارسی ترجمہ اور راقم کا فارسی مجموعہ کلام۔ «گلہائے کشمیر» طبع ہو چکا ہے۔

آزاد کشمیر کی تیسری بیرونی زبان انگریزی ہے جو بارہ سال پہلے تک اس خطے کی سرکاری زبان تھی۔ ۱۹۶۷ء میں جب اردو کو سرکاری زبان کا درجہ دیا گیا تو انگریزی فقط کاروباری اور علمی زبان بن گر رہ گئی۔ انگریزی میں یہاں سے دو ایک اخبار نکلتے رہے ہیں۔ بعض کالج میگزینوں کا ایک حصہ بھی انگریزی میں ہوتا ہے۔ انگریزی کے ریاستی مؤلفین میں شیخ محمود احمد، ماسٹر غلام حیدر، محمد یوسف صراف اور سردار محمد ابراہیم خان کے اسہائے گرامی قابل ذکر ہیں۔

بلتی و شینا اگرچہ بلستان اور گلگت کی زبانیں ہیں مگر یہ وادی نیلم کے بالائی حصے میں بھی بولی جاتی ہیں۔ بلتی و شینا میں لوک گیت، ملی گیت، بجهارتیں، لوک کہانیاں، محاورے اور ضرب الامثال بافراط موجود ہیں۔ اب چند برسوں سے دونوں زبانوں میں تحریری ادب بھی تخلیق ہونے لگا ہے۔ ریڈیو پاکستان سکردو اور گلگت سے ان زبانوں میں باقاعدہ روزانہ پروگرام نشر ہوتے ہیں۔

یہ بات آپ کے لیے باعثِ دلچسپی ہوگی کہ کنڈل شاہی گاؤں میں ایک بالکل ہی اجنبی بولی کا چلن ہے۔ جس کے بارے میں ابھی تک یہ

تحقیق نہیں ہوئی کہ یہ کہاں سے آئی اور اس کا تعلق زبانوں کے کس خاندان سے ہے -

پنجابی آزاد کشمیر کی تحریک بھمبر کے کچھ حصوں میں بولی جاتی ہے - آزاد کشمیر میں آباد مہاجرین جمou اور وہ پنجابی خاندان پنجابی بولتے ہیں جو کاروبار یا ملازمت کے سلسلے میں یہاں مقیم ہیں -

پنجابی زبان و تہذیب نے یہاں کی پہاڑی کو کافی حد تک مقاٹر کیا ہے - پنجابی کا داستانی اور مذہبی ادب آزاد کشمیر میں یکسان مقبول ہے - پیر وارث شاہ ، قصص المحسنین ، احوال الآخرت ، پاشم اور محمد بوٹا کی سی حرفيات ، بلہ شاہ اور باہسو کا صوفیانہ کلام ہمارے دیہاتوں میں شوق سے پڑھا جاتا ہے - گزشتہ تیس برسوں کے دوران آزاد کشمیر نے پنجابی کے کئی نامور محقق ، شاعر اور افسانہ نگار پیدا کیے ہیں - ان میں الطاف قریشی ، غلام حسین اظہر ، ڈاکٹر صابر آفاقی ، منور قریشی اور فوزیہ نقوی کا نام سر فہرست ہے -

اردو زبان ہمارا عظیم قومی و تہذیبی سرمایہ ہے - جیسا کہ ہم نے بتایا اردو کو ۱۹۶۷ء میں آزاد کشمیر کی سرکاری زبان قرار دیا گیا - اب یہی زبان یہاں کے عوام میں لنگوا فرینکا کا کام دیتی ہے - آزاد کشمیر میں اردو کے درجنوں پفت روزہ اخبار چھپتے ہیں - اس علاقے نے آزادی کے بعد اردو کے متعدد بلند پایہ شاعر ، ادیب ، نقاد ، مؤرخ ، صحافی اور محقق پیدا کیے ہیں جن کی تالیفات طبع ہو کر مقبول ہو چکی ہیں - حال ہی میں راقم کا اردو مجموعہ "شہر تمنا" شائع ہوا ہے جسے آزاد کشمیر سے شائع ہونے والا پہلا باقاعدہ و سنبھیلہ اردو مجموعہ کلام سمجھنا چاہیے - یہاں کی دونوں نشرگاموں سے اردو میں پروگرام نشر ہوتے ہیں - سرکاری اور پرائیویٹ تعلیمی اداروں میں قاعدے سے لے کر بی - اے تک اردو کی قدریں ہوتی ہے - نیز تقریباً آٹھ مردانہ و زنانہ کالج اپنے تعلیمی مجلات اردو میں نکالتے ہیں -

یہ تھا ایک اجھا جائزہ ان زبانوں اور بولیوں کا جو یا تو آزاد کشمیر کے چھوٹے چھوٹے علاقوں اور خاندانوں تک محدود ہیں اور یا باہر سے آکر یہاں مقبول ہوئیں - اب ہم ان تین زبانوں پر ایک تفصیلی نظر ڈالیں گے جن کی جڑیں ہماری زمین میں بہت گھری ہیں اور ان کو عمومیت بھی حاصل ہے - ان تین زبانوں سے ہماری مراد پہاڑی ، گوجری اور کشمیری ہے -

اس بحث میں جانے کا یہ موقع نہیں کہ کشمیری کب اور کیسے پیدا ہوئی؟ اکثر محققین کی رائے یہ ہے کہ کشمیری زبانوں کے داری خاندان کی ایک شاخ ہے۔ یوں تو کشمیری کا اصل جغرافیائی علاقہ وادی کشمیر اور اس کے ملحق علاقوں میں مگر یہ آزاد کشمیر کے چند شہروں اور قصبوں میں بھی بولی جاتی ہے۔ ان میں قابل ذکر یہ ہیں۔ گریس، کیل، دنیا، پچھیارہ، کھوڑی، مظفر آباد، گڑھی دوپٹہ، شاریاں، پیشان، چکار، چناری، پاغ، بانڈی عباسپور، پلنگی اور کوٹلی وغیرہ۔ آزاد کشمیر کے دونوں ریڈیو سٹیشنوں سے کشمیری میں باقاعدہ روزانہ پروگرام نشر ہوتا ہے۔ ترانے، فیچر، کھیل بھی کشمیری میں نشر ہوتے ہیں۔ میر واعظ کشمیر مولانا مخدیومف شاہ کا کشمیری ترجمہ قرآن گزشتہ تیس برس سے نشر ہو رہا ہے۔ کشمیری کے شاعر و ادیب اس کے ادب سرمایہ میں براابر اضافہ کر رہے ہیں۔ نیز کشمیری کے چند اہل قلم کی کشمیری میں تالیفات شائع ہو چکی ہیں۔ اب حکومت آزاد کشمیر کشمیری زبان کو آزاد کشمیر کی درسگاہوں میں پڑھائے جانے کے انتظامات کر رہی ہے۔

پہاڑی آزاد کشمیر کے اصلاح مظفر آباد، پونچھ، کوٹلی اور میربور میں بولی جاتی ہے۔ لہجہ کے اعتبار سے پہاڑی کے چار علاقوں متعین کیے جاسکتے ہیں۔

صلح مظفر آباد کا پہاڑی لہجہ ہزارہ ڈویژن میں بولی جانے والی پہاڑی سے ملتا جلتا ہے جسے ہندکو کہا جاتا ہے۔ اس لہجہ میں لوک ادب کی فراوانی ہے۔ مگر اس پر ابھی تک تحقیقی کام نہیں ہوا۔ راقم نے لوک گیتوں پر کام ۱۹۶۸ء میں شروع کیا تھا لیکن وہ بوجوہ پایہ تکمیل کو نہ پہنچ سکا۔ بعد میں لوک گیتوں کا ایک مختصر سا مجموعہ "لوک رنگ" کے نام سے مظفر احمد ظفر نے ۱۹۶۸ء میں شائع کروایا تھا۔ مظفر آبادی لہجہ کے لوک گیتوں میں یہ گیت زیادہ مشہور و مقبول ہیں۔ قینچی، ماہیا، بالو، چنا، کوچن، بساکھ، ڈوریا، مندری، دوها، چھبی دیاں چنیاں اور جنده میرے وغیرہ۔ آزاد کشمیر ریڈیو مظفر آباد سے پہاڑی ڈراموں، فیچروں، تقریروں اور مشاعروں کے علاوہ "آزاد وطن" کے نام سے روزانہ پروگرام نشر ہوتا ہے۔ اس لہجہ کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں دے کو دے بروز نے و میں بولا جاتا ہے۔ سہ حرف الفاظ میں تیسرا ہے حرف کو مضموم بولتے ہیں۔ مثلاً سخت کو سیخٹ، دبشت کو دبشت وغیرہ۔

صلع پونچھے میں خاص طور پر تحصیل سدھنوتی میں پہاڑی کا دوسرا لمحہ مروج ہے جس میں شمس خان کی وار بہت مقبول ہے جو ۱۸۳۷ء کے معزکہ کی یاد دلاتی ہے۔ پونچھی لمحہ نے اگر ایک طرف کوھالہ سے کھوٹا تک کے گلیاتی لمحہ کو متاثر کیا ہے تو دوسری طرف یہ خود جمou کی ڈوگری سے متاثر ہوا ہے۔ اس کے لوك ادب پر ابھی تک کام نہیں ہوا۔ اس لمحہ کی خصوصیت یہ ہے کہ دو حرف یا سہ حرف الفاظ امالہ کر کے ادا کیتے جاتے ہیں۔ مثلاً اب کی جگہ ایب، گھر کی جگہ گھیر، تکلیف کی جگہ تیکلیف۔ اس لمحہ میں نون غنہ کا استعمال زیادہ ہے۔ ایسا کو اینسا، ویسا کو وینسا بولتے ہیں۔

پہاڑی کا تیسرا لمحہ ضلع کوٹلی میں بولا جاتا ہے۔ اس پر کھوٹا سے لئے کر جہلم تک کے پوٹھوہاری لمحہ کی گھری چھاپ ہے۔ پہاڑی کے اس لمحہ میں براٹلہ کے شاعر محمد زمان مرحوم اور کچھ دیگر شعراء کا کلام ملتا ہے۔ البتہ تحریری ادب نہیں ملتا۔

جو تھا لمحہ ضلع میرپور کا ہے۔ اس پر پوٹھوہاری، ڈوگری اور پنجابی زبانوں کا اثر نمایاں ہے۔ میرپوری لمحہ میں سیف الملوك جیسی صوفیانہ و اخلاقی مشنوی موجود ہے۔ یہ مشنوی پنجاب، سرحد، مقبوضہ جمou و کشمیر اور آزاد کشمیر میں بے حد مقبول و پر دل عزیز ہے۔ آزاد کشمیر ریڈیو ترازوں کھل پر میرپوری لمحہ کی نمائندگی راجہ افتخار (الله لوک) مرحوم کرتے رہے۔ اس وقت اس لمحہ کے کامیاب نمائندہ شاعر سلیم رفیقی ہیں۔

پہاڑی کے ان چاروں لمحوں میں جو فرق پایا جاتا ہے اس کی وضاحت کے لیے ہم غلام الشقلین نقوی کے افسانہ ”جلی مٹی کی خوشبو“ سے ایک اقتباس کے مستند تراجم دے رہے ہیں۔

اردو

اس نے گاؤں تک کا فاصلہ اس تھک ہوئے مزدور کی طرح طر کیا جس کے سر پر منوں بوجھ ہو اور منزل ابھی دور ہو۔ اور ہر لمحہ بوجھ میں اضافہ کر رہا ہو۔ اس کا گاؤں اجڑا ہوا تھا۔ گلیوں میں ملبے کے ڈھیر تھے۔ مکانوں کی چھتیں غائب تھیں۔ دیواروں پر آگ اور دھوئی کے نشانات ابھی تھے۔ کوارٹر اور کھڑکیاں جل گئے تھے۔ راکھہ اڑ رہی تھی۔

وہ اپنے جلے ہونے مکان کے سامنے چند لمحوں کے لیے رکا - پھر ویرانی منہ پھاڑ کر دوڑی تو وہ ڈر کر کھلے کھیتوں کی طرف بھاگ نکلا -

مظفر آبادی لمجھ

اس سن گران تک دا پینڈا ایجھے تھکے دے مزور دی طریاں ماریا
جسدا سراتے مناں پھاڑ ہوئے تے اس دی منزل بی دور ہوئے - اس
دا پھاڑ پر گھڑی بد دا جلے - اس دا گران اجڑ گیا آسا - گلیاں بچ ملوئے
دے ڈھیر آسے - کوٹھیاں دیاں چھتائیں اڈر گیاں آسیاں - کنداں اتنے اگی تے
تھوئیں دے نشاں احران تک آسے - کوارٹر تے کھڑکیاں بی سڑ گئے آسے -
چھئی اڈر دی آسی - اوہ اپنے کوٹھی دے اگے تھوڑی چر کھلتا - فیر
ویرانی منہ کڈھ کے اس دار آئی تے اوہ ڈر کے کھلیاں ڈوگیاں دار نس گیا -

ہونچھی لمجھ

اوے گرائیں توڑی رستہ اس ہٹھے نے مجدوری نیاں طرح ماریا - جس
نے کپر ایر منین نے ساے کنین پھاڑ وے - ہور اسنان پینڈا اچے بھوں دور
وہے - ہور کھڑیا پھاڑ بدناء وہے - اس نے گرائیں نا نیل ناس و اہانا سا -
گلیئیں وج ملوئے نیاں دڑیوائیں چڑھی نیاں سیاں - کوٹھے نیاں چھتائیں گیپ
سیاں - کندين اپر اگی دے توہین نے نشاں اچے تھے سے - در تے پر گیان
سڑی گیاں سیاں - سجی اڈرنی سی - او اپنے سڑے نے کوٹھے کول گھڑی
اک کھلتا - جدوں اے توائی منہ کھواڑی دے اس لے دوڑی تے او
کھوف کھائی دے کھلیا باڑیا لے نسی گا اٹھی -

کوٹھی کا لمجھ

اوے گرائیں توڑی اس گھٹھے دے مجوڑے ار گیا - جس سرے پر مناں
پھاڑ ہایا وے تے پوچنا وی دور وے - تے ہر کھڑی پھاڑ بدنان وے -
اس نا گران جائز ساں - گلیاں بچ روڑے نے ٹھیر سن - کوٹھیاں نیاں
چھتائیں نی من - کنداں پر اگی تے توئیں نے نشاں سے - در تے دواریاں
سڑی گئے سن - سجی اڈرنی سی - او تھوڑا جیا چر اپنے سڑے وے کوٹھے
اگے کھلتا - فر جھاڑے کولوں کھبرائی تے جمیاں ویخ دوڑ پیا -

میر پوری لمجھ

اس گران توڑیں پینڈا تھکے ہوئے مزور اخ طے کیتا - جس نے

سرے پر کئی من پھار وھے - نے ٹھکانہ وی دور وھے - نالے هر کھڑی پھار وی دننا جائے۔ اس ناں گران وی اجڑیا یا سی۔ گھلیاں وج ملوے نے ٹھیر سن - کوٹھیاں نیاں چھتائ کوئی نی سن - کندهاں پر اگی نے دھوئیں نے نشان سن - کوارٹر تے دواریاں سڑی گئے سن - چھئی اڈرنی سی - اوہ تھوڑا چر اپنے کوٹھے کول کھلتا - فروانی جات کھولی کے دوڑی تے اوہ ڈری کے کھلیاں باریاں نے پاسے نسی گیا۔

پھاڑی کے بعد آزاد کشمیر کی تیسری بڑی اور عمومی زبان گوجری ہے - یہ زبان برصغیر پاک و پند اور ریاست جموں و کشمیر کے بر علاقہ میں بولی جاتی ہے۔ گوجری کھڑی بولی کی بیٹی اور اردو کی ماں ہے - یہی وجہ ہے کہ شروع شروع میں اردو کو گوجری کھما جاتا رہا۔ اور یہ اصطلاح بارہویں صدی تک استعمال ہوتی رہی۔ یہ راجستان، گجرات، دکن اور پنجاب میں پھیلی پھولی - بعد میں جو لمبجہ ترق کر گیا وہ اردو کھلایا۔ گوجری کا دیگر علاقائی زبانوں کے بر عکس کوئی مخصوص جغرافیائی علاقہ نہیں۔ گوجری در اصل گوجروں کے فائی قبائل کے پمراہ پنجاب، صوبہ سرحد اور کشمیر میں پھینچی۔ اس نے پاکستان اور کشمیر کی دوسری زبانوں کو متاثر کیا ہے۔ چنانچہ سندھی، پنجابی، کشمیری، ڈوگری اور پھاڑی پر اس کا نمایاں اثر نظر آتا ہے۔

عوامی ادب کے اعتبار سے گوجری ایک غنی زبان ہے۔ شادی بیاہ کے گیتوں کے علاوہ اس کے یہ گیت زیادہ مشہور ہیں۔ ککو، سپاہیا، قینچی، دوها، باران ماہ، بیت، چن، بیساکھ، ماہیا اور کنگان کی جوڑی وغیرہ۔

گوجری کے لوک گیت دلوں پر اثر کرنے والے اور گوجر ثقافت کے آئینہ دار ہیں۔ مشہور شاعر و نقاد فارغ بخاری نے گوجری کے لوک گیتوں پر بحث کرتے ہوئے لکھا ہے۔

”ان کے لوک گیتوں میں پھاڑوں کی عظمت، پھولوں کی خوشبو، جھرنوں کے نغمے اور تتلیوں کے رنگ ہیں۔ ان میں خالص دودھ کی مٹھاں اور نور ہے۔“

گوجری کے باقاعدہ تحریری ادب کا آغاز آج سے کوئی پندرہ برس ہے۔ افراطی و اجتماعی کوششوں کے ماتھے ساتھ اس کی ترقی میں آزاد

کشمیر ریڈیو کا بڑا حصہ ہے ۔ اس وقت مظفر آباد ، ترازوں کھلہل ، پشاور کے علاوہ جموں اور سرینگر سے بھی گوجری میں پروگرام نشر ہوتے ہیں ۔ گوجری کا ریڈیائی ادب ۔۔۔ ترانہ ، نغمہ ، کھیل ، فیچر اور غنائیہ قابلِ اطمینان رفتار کے ساتھ تخلیق ہو رہا ہے ۔ گوجری شعر و ادب کے پندرہ سے زیادہ مجموعے طبع ہو چکے ہیں ۔ حال ہی میں راقم کا مجموعہ «پہل کھیل» اور مخلاص و جدالی کا مجموعہ «زیرا» طبع ہو کر آزاد کشمیر ، پاکستان اور مقبوضہ ریاست جموں و کشمیر کے تقادوں سے سند اعتبار حاصل کر چکا ہے ۔ عنقریب چند اور شعری مجموعے چھپنے والے ہیں ۔

زبانوں کی اس رنگ رنگی نے آزاد کشمیر کو ایک ایسا چمن بنایا ہے جس میں پر طرف محبت کے پھول کھلتے ہیں اور وحدت کی خوشبو مہکتی ہے ۔ حقیقت یہ ہے کہ ہماری زبانیں مغائرت کی دیواریں نہیں ، یگانگت کے دروازے ہیں ۔۔۔ ایسے دروازے جو پھیش کھلنے رہتے ہیں ۔ یہ پہمذلی و ہم زبانی ہماری ملی ہم آہنگی کی دلیل ہے اور کامیابی و ترق کا نشان بھی ۔